کیا
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت امیر معاویہ
کرم اللہ وجہہ الکریم
حضرت مولی علی المرتضیٰ
کو ممبر پر گالیاں دلواتے تھے؟؟؟
مفتی ابو احمد محمد انس رضا عطاری المدنی

بسم اللہ الرَّحمنِ الرَّحِیم

الصلوة والسلام علیک یارسول اللّٰہ وعلی آلک واصحبک یاحبیب اللّٰہ

دار الافتاء اہلسنت

مکتبۃ المدینہ، گنج بخش مارکیٹ، مرکز الاولیاء، داتادربار لاہور پاکستان

ریفرنس نمبر: Lar9809 تاریخ: 10-8-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں اور آپ کے بعد بنو امیہ کے دورِ حکومت میں منبروں پر حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ کو معاذ اللہ گالیاں دی جاتی تھیں۔ اپنے اس مؤقف پر وہ درج ذیل روایات پیش کرتے ہیں، آپ ان روایات کو دیکھ کر جواب ارشاد فرمائیں کہ کیا واقعی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ ایسا کرتے تھے اور سرکاری حکم نامہ کے مطابق دیگر گورنروں سے بھی یوں کروایا جاتا تھا؟

صحیح مسلم کی حدیث پاک ہے "أمر معاوية بن أبي سفيان سعداً، فقال: ما منعک أن تسب أبا التراب، فقال: أما ما ذکرت ثلاثاً قالهن له رسول الله فلن أسبه" ترجمہ: معاویہ بن ابی سفیان نے سعد کو حکم دیتے ہوئے کہا کہ تمہیں کس چیز نے روکا ہے کہ تم ابو تراب پر "سب" نہ کرو۔ اس پر سعد نے کہا مجھے تین ایسی باتیں یاد ہیں جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے متعلق فرمائی تھیں اس لیے میں ہرگز حضرت علی پر "سب" (یعنی گالی گلوچ) نہیں کروں گا۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی ابن ابی طالب، جلد4، صفحہ1871، حدیث2404، دار إحياء التراث العربي، بیروت)

المختصر في أخبار البشر میں ہے "وکان معاوية وعماله يدعون لعثمان في الخطبة يوم الجمعة ويسبون علياً" ترجمہ: معاویہ اور اسکے گورنر جمعہ کے خطبوں میں عثمان کی تعریف کرتے اور علی کو گالیاں دیتے تھے۔

(المختصر في أخبار البشر، جلد1، صفحہ186، المطبعة الحسينية المصرية)

تاريخ الدولة العلية العثمانية میں ہے کہ حضرت حسن نے معاویہ کے حق میں دستبرداری کرتے ہوئے دو شرطوں کے علاوہ ایک تیسری شرط یہ رکھی تھی کہ "لَا يسب عليا فَأَجَابَهُ مُعَاوِيَة على الشَّرْطَيْنِ الاولين وَلم يقبل الثَّالِث فَطلب مِنْهُ الْحسن ان لَا يسبه وَهُوَ يسمع فَأَجَابَهُ وَلم يَفِ بذلک فِيمَا بعد" ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کو سب وشتم نہ کیا جائے۔ معاویہ نے پہلی دونوں شرطیں قبول کرلیں لیکن تیسری شرط قبول نہ کی۔ امام حسن نے یہ مطالبہ کیا کہ گالیاں اس طور پر نہ دی جائیں کہ وہ سنیں۔ اس بات کو قبول کرلیا گیا لیکن اس پر وفا نہ کی گئی۔ (تاريخ الدولة العلية العثمانية، دولة بنی امية، صفحہ31، دار النفائس، بیروت)

التاريخ المعتبر في أنباء من غبر میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے حوالے سے لکھا ہے "ومن أعظم حسناته: إبطال سبِّ عليِّ بن أبي طالب رضي الله عنه على المنابر؛ فإن خلفاء بني أمية کانوا يسبونه، من سنة إحدى وأربعين، وهي السنة التي خَلع الحسن فيها نفسه من الخلافة، إلى أول سنة تسع وتسعين، آخر أيام سليمان بن عبد الملک، فلما ولي عمر، أبطل

ذلک، وکتب إلی نوابه بإبطاله، ولما خطب یوم الجمعة، أبطل السبَّ في آخر الخطبة بقراءة قوله تعالى: {إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ}، فلم یُسَب عليٌّ بعد ذلک، واستمر الخطباء علی قراءة هذه الآیة "ترجمہ: ان کی بڑی نیکیوں میں سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر گالیاں نکالنے کو ختم کرنا ہے۔ بنوامیہ کے خلفاء ان کو گالیاں دیتے تھے 41ہجری سے لے کر اور یہ وہ سال ہے جس میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود خلافت کو چھوڑا تھا، تب سے لے کر 99ہجری تک سلیمان بن عبد الملک کے آخر دنوں تک ایسا ہوتا تھا۔ جب حضرت عمر والی ہوئے تو انہوں نے اس کو ختم کیا اور گورنروں کو اس کے ختم کرنے کا خط لکھا اور جب جمعہ کا خطبہ دیا تو دوسرے خطبہ میں گالیوں کی جگہ قرآن پاک کی اس آیت کو رائج کیا: بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی نہیں دی گئی اور اس آیت کو خطباء نے جاری رکھا۔

(التاریخ المعتبر في أنباء من غبر، الدولة الأمویة، جلد1، صفحہ319، دار النوادر، سوریا)

سائل: اشتیاق احمد (لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایة الحق والصواب

اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے باہم پیار و محبت کے متعلق فرمایا﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ﴾ترجمہ کنز الایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔

(سورۃ الفتح، سورۃ48، آیت29)

قرآن نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا وصف یہ بیان کیا کہ وہ ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہیں۔ اب قرآن کے برعکس کسی تاریخی حوالے سے یہ ثابت کیا جائے کہ صحابہ کرام باہم دشمن تھے تو اس تاریخی حوالے کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی بلکہ قرآن کو ترجیح دی جائے گی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو بعض تاریخی روایات سے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ ایک دوسرے پر لعن طعن کرتے تھے، یہ سب غلط ہے، اس طرح کے تاریخی واقعات میں سے بعض ایسے ہیں جن کی سند ہی نہیں اور جن کی سند ہے ان میں میں موجود راوی سخت ضعیف ہیں یا وہ واقعات مؤول ہیں، لہذا ان روایات کو دلیل بنانا درست نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ منبروں پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیوں دیتے اور نکلواتے تھے، یہ ان پر افتراء ہے جبکہ آپ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنا اور سننا ثابت ہے۔ حلیۃ الاولیاء میں ہے: "حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا" صف لي علیا "میرے سامنے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف بیان کریں۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی "أو تعفیني یا أمیر المؤمنین "کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اس سے معاف نہ رکھیں گے؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا" لا أعفیک "نہیں، میں آپ کو ان کے اوصاف بیان کئے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی "أما إذ لا بد، فإنه کان واللہ بعید المدی، شدید القوی، یقول فصلا ویحکم عدلا، یتفجر العلم من جوانبه، وتنطق الحکمة من نواحیه، یستوحش من الدنیا وزهرتها، ویستأنس باللیل وظلمته، وکان واللہ

غزير العبرة، طويل الفكرة، يقلب كفه، ويخاطب نفسه، يعجبه من اللباس ما قصر، ومن الطعام ما جشب، كان والله كأحدنا يدنينا إذا أتيناه، ويجيبنا إذا سألناه، وكان مع تقربه إلينا وقربه منا لا نكلمه هيبة له، فإن تبسم فعن مثل اللؤلؤ المنظوم، يعظم أهل الدين ويحب المساكين، لا يطمع القوي في باطله، ولا ييأس الضعيف من عدله، فأشهد بالله لقد رأيته في بعض مواقفه، وقد أرخى الليل سدوله، وغارت نجومه، يميل في محرابه قابضا على لحيته، يتململ تململ السليم، ويبكي بكاء الحزين، فكأني أسمعه الآن وهو يقول: يا ربنا يا ربنا يتضرع إليه ثم يقول للدنيا: إلي تغررت، إلي تشوفت، هيهات هيهات، غري غيري، قد بتتك ثلاثا، فعمرك قصير، ومجلسك حقير، وخطرك يسير، آه آه من قلة الزاد، وبعد السفر، ووحشة الطريق "اگر آپ اتنا اصرار کر رہے ہیں تو سنئے: حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر علوم و معارف کے حامل تھے کہ اس میں ان کی انتہا کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کے معاملہ اور اس کے دین کی حمایت میں مضبوط ارادے رکھتے تھے، فیصلہ کُن بات کرتے اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے، ان کے پہلوؤں سے علم کے سوتے پھوٹتے تھے اور دہن مبارک سے حکمت کے پھول جھڑتے تھے، دنیا اور اس کی رنگینیوں سے وحشت کھاتے اور رات اور اس کے اندھیروں سے اُنس حاصل کرتے تھے، اللہ عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ آنسو بہانے والے، دور اندیش اور افسوس سے ہاتھ ملنے والے تھے، اپنے نفس کو بے چینی و اضطراب سے مخاطب فرماتے، لباس کھردرا پسند کرتے، جو سامنے آ جاتا وہی کھا لیتے، اللہ عزوجل کی قسم! جب ہم ان سے کچھ پوچھتے تو وہ اس کا جواب دیتے اور جب انہیں دعوت دیتے تو ہماری دعوت قبول فرماتے اور ہم ان کے قریب رہنے اور ان سے تعلق رکھنے کے باوجود ہیبت کی وجہ سے ان کے سامنے کلام نہ کر سکتے تھے، اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکراتے تو لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کی طرح (دندان مبارک چمکتے)، دینداروں کی تعظیم کرتے اور مسکینوں سے محبت کرتے، طاقتور کو ظلم میں اُمید نہ دلاتے اور کمزور کو انصاف میں مایوس نہ کرتے، اللہ عزوجل کی قسم کھا کر میں گواہی دیتا ہوں کہ آج بھی انہیں اس حال میں کھڑا ہوا دیکھ رہا ہوں کہ جب رات اپنے پردے ڈال دیتی اور ستارے ظاہر ہو جاتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جائے نماز پر آ کر اپنی ریش مبارک پکڑ لیتے اور اس شخص کی طرح تڑپتے جسے سانپ نے کاٹ لیا ہو اور غمزدہ شخص کی طرح روتے گویا میں انہیں گریہ وزاری کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سن رہا ہوں: یَارَبَّنَا! یَارَبَّنَا! یعنی اے ہمارے رب عزوجل! اے ہمارے رب عزوجل! پھر فرماتے: اے دنیا! تو نے مجھ سے منہ پھیر لیا ہے یا ابھی کچھ شوق باقی ہے؟ ہائے افسوس! ہائے افسوس! میرے علاوہ کسی اور کو دھوکے میں ڈال، میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں اب میرا تجھ سے رجوع کرنے کا کوئی ارادہ نہیں، کیونکہ تیری عمر کم ہے جب کہ تیری آسائشیں حقیر اور نقصانات بہت زیادہ ہیں۔ آہ! زادِ راہ قلیل ہے اور سفر بہت دور کا ہے اور راستہ وحشت ناک ہے۔

اتنا سننے کے بعد " فوكفت دموع معاوية على لحيته ما يملكها، وجعل ينشفها بكمه وقد اختنق القوم بالبكاء "حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں بھر گئیں اور ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آستین سے اپنے آنسو پونچھنے لگے اور لوگوں کی بھی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔

پھر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا" كذا كان أبو الحسن رحمه الله، كيف وجدك عليه يا ضرار؟ قال: «وجد من ذبح واحدها في حجرها، لا ترقأ دمعتها، ولا يسكن حزنها" اللہ عزوجل ابو الحسن یعنی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے ہی تھے۔ اے ضرار! ان پر تمہارا غم کیسا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: اس عورت جیسا جس کے پہلو میں اس کے بیٹے کو ذبح کر دیا گیا ہو تو نہ اس کے آنسو خشک ہوتے ہیں، نہ غم میں کمی آتی ہے۔

(حلية الاولياء، وصفه في مجلس معاوية، جلد1، صفحه84، السعادة، بجوار محافظة مصر)

اس کے علاوہ بھی مستند کتب میں دلائل موجود ہیں جس میں حضرت امیر معاویہ کا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اظہارِ محبت و عقیدت ثابت ہے۔

سوال میں موجود جو دلائل دیے گئے ہیں پہلے ان کا بالترتیب مختصر جواب دیا جاتا ہے اور بعد میں اس پر تفصیلی کلام کیا جائے گا۔ صحیح مسلم کی حدیث پاک میں جو ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے حضرت سعد سے فرمایا: "کس چیز نے روکا ہے کہ تم ابو تراب پر "سبّ" نہ کرو۔" اس میں لفظ "سب" سے مراد گالی گلوچ نہیں بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے اختلاف کرنا، تنقید، کرنا ہے۔

المختصر في أخبار البشر میں جو ہے: "معاویہ اور اسکے گورنر جمعہ کے خطبوں میں عثان کی تعریف کرتے اور علی کو گالیاں دیتے تھے۔" یہ ایک تو بغیر سند کے لکھا گیا ہے اور دوسرا اس میں جو حضرت عثان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں پر لعن طعن کی جاتی تھی، اس کو زبردستی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب و شتم شمار کرتے تھے۔

تاريخ الدولة العلية العثمانية میں ہے: "حضرت حسن نے معاویہ کے حق میں دستبرداری کرتے ہوئے دو شرطوں کے علاوہ ایک تیسری شرط یہ رکھی تھی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "سب" نہ کیا جائے۔" اس میں لفظ "سب" سے مراد گالی گلوچ نہیں بلکہ علی الاعلان اختلاف رائے کرنا یا تنقید نہ کرنا ہے۔

التاريخ المعتبر في أنباء من غبر میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے حوالے سے جو لکھا ہے: "ان کی بڑی نیکیوں میں سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر "سب" کرنے کو ختم کرنا ہے۔" حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منبر پر سب و شتم کرنا ثابت نہیں، آپ کے علاوہ آپ کے دور حکومت میں یا بعد میں بعض لوگوں کا اپنے طور پر سب و شتم کرنا مذکور ہے جسے اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے ختم کیا۔

خلاصہ یہ کہ تاریخ کی کتب میں جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب و شتم کرنے کا ذکر ملتا ہے اس کے تین جوابات ہیں:

1۔ سب و شتم اور لعن طعن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح روایات سے ثابت نہیں۔

2۔ جن روایات سے سب و شتم کے الفاظ ثابت ہیں اس سے مراد گالی گلوچ نہیں۔

3۔ جن سے گالیاں نکالنا ثابت ہے ان میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں؟

1۔ کسی بھی صحیح روایت سے ثابت نہیں کہ حضرت امیر معاویہ از خود گالیاں دیتے تھے یا اپنے گورنروں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دلواتے تھے۔

سوال میں مذکور روایات کے تفصیلی جوابات:

سوال میں مذکور "المختصر في أخبار البشر" کی عبارت کافی کوشش کے باوجود کسی اور کتاب میں نہیں ملی اور اس کتاب میں بھی بغیر سند کے ہے اور اس کتاب کے مصنف ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن علی بن محمود (المتوفی 732ھ) ہیں۔ اب تقریباً سات سو سال بعد ایک مصنف بغیر سند کے اپنی کتاب میں یہ لکھ دے کہ حضرت امیر معاویہ اور اس کے گورنر خطبوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیتے تھے تو اس کی بات کیسے مان لی جائے گی؟

ثابت تب ہی ہو گا جب ایک واقعہ پوری سند کے ساتھ مذکور ہو اور پھر سند میں موجود راوی بھی صحیح ہو ورنہ کئی ایسے راوی ہیں جو سخت ضعیف، بدعقیدہ قسم کے ہیں جن کی روایت کا اعتبار نہیں۔ اگر ہر طرح کی روایات کو مانا جائے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بھی روایت ہے کہ لعن طعن پہلے انہوں نے شروع کی چنانچہ تاریخ الطبري محمد بن جریر بن الطبری (المتوفی 310ھ) نے لکھا ہے" رجع ابن عباس وشريح بن هانئ إلى علي، وكان إذا صلى الغداة يقنت فيقول: اللهم العن معاوية وعمرا وأبا الأعور السلمي وحبيبا وعبد الرحمن بن خالد والضحاك بن قيس والوليد. فبلغ ذلك معاوية، فكان إذا قنت لعن عليا وابن عباس والأشتر وحسنا وحسينا" ترجمہ: ابن عباس اور شریح بن ہانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لوٹے۔ حضرت علی جب صبح کی نماز پڑھتے تو قنوت میں یہ کہتے: اے اللہ معاویہ، عمر، ابو الاعور سلمی، حبیب، عبد الرحمن بن خالد، ضحاک بن قیس اور ولید پر لعنت کر۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات پہنچی تو وہ قنوت میں حضرت علی، ابن عباس، اشتر، حسن وحسین کو لعنت کرتے تھے۔

(تاریخ الطبري، سنة سبع وثلاثين، اجتماع الحكمين بدومة الجندل، جلد5، صفحہ71، دار التراث، بیروت)

اس روایت کی سند کچھ یوں ہے" قال أبو مِخْنف: حدثني أبو جَناب الكلبي " یہ دونوں روای ضعیف ہیں۔ تہذیب التہذیب میں ابو جناب کلبی کوفی کو منکر الحدیث لکھا ہے" قال الساجي كوفي صدوق منكر الحديث "

ابو مخنف راوی کو تو متروک بھی کہا گیا ہے چنانچہ فوات الوفیات میں ہے کہ ابو حاتم نے اسے متروک الحدیث کہا۔ امام دار قطنی نے اسے اخباری ضعیف کہا۔ تاریخ اسلام میں ہے کہ ابن معین نے اسے لیس بثقۃ کہا۔ لسان المیزان میں ہے کہ ابن عدی نے رافضی کہا۔ الکامل فی ضعفاء الرجال میں ہے کہ امام یحیٰ نے اس کے بارے میں کہا" ليس بشيء "

نہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بدگمانی کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے حالت نماز میں لعنت بھیجنے کے عمل کا آغاز فرمایا ہو گا اور نہ ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے جوابی کاروائی کے طور پر ایسا کیا ہو گا۔ یہ سب ابو مخنف جیسے باغی راویوں کی اپنی ایجاد ہے اور اس کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہ رہا ہو گا کہ ان بزرگوں سے اپنی نسل کے لوگوں کو بدظن کر کے اپنی باغی تحریک کو تقویت دی جائے۔ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے:" اجماع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت علی جمیع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے، اس اجماع کا منکر شذ فی النار کی وعید کے تحت ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب مسلم الثبوت ہیں، ان کی شان میں گستاخی کرنا التزام کفر نہیں تو لزوم کفر میں ضرور داخل ہے۔ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دشمنی کی انہوں نے سب وشتم کرائے یا کرتے تھے سراسر غلط، ضلالت اور جہالت پر مبنی ہے۔۔۔۔ فرمانِ ذیشان آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں ان کو برا نہ کہو۔ کوئی مسلمان نہیں بھول سکتا۔"

محمد قمر الدین سیالوی غفرلہ ضلع سرگودھا پاکستان

رمضان المبارک 1389ء

(سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صفحہ 88، دار العرفان، لاہور)

2۔ سوال میں جو مسلم شریف کی روایت میں لفظ "سبّ" کا استعمال ہوا، تو اس کا مطلب مطلقاً گالی گلوچ نہیں بلکہ عربی میں لفظ "سب" زیادہ وسیع مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص، دوسرے کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے اس پر تنقید کرے اور اپنے دلائل پیش کرے، تو اسے بھی "سب" کہہ دیا جاتا ہے۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے دوران لوگوں کو ایک تالاب کا پانی پینے سے منع فرمایا۔ جب آپ اس مقام پر پہنچے تو پوچھا "«هل مسستما من مائها شيئا؟» قالا: نعم، فسبهما النبي صلى الله عليه وسلم" ترجمہ: کیا تم دونوں نے اس پانی کو چھوا (یعنی پیا) ہے؟ دونوں نے عرض کی: ہاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں پر "سبّ" فرمایا۔

(صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب في معجزات النبي صلى الله عليه وسلم، جلد4، صفحه1784، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی شخص یہ بدگمانی نہیں کرسکتا کہ آپ نے انہیں معاذ اللہ گالیاں دی ہوں گی۔ اس حدیث کا مطلب یہی ہے کہ آپ نے ان پر تنقید فرمائی۔

مزید اس پر بخاری شریف کی حدیث پاک دلیل ہے کہ جب ایک مسئلہ میں حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا باہم اختلاف ہوا اور وہ فیصلہ کروانے کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو بخاری شریف کے الفاظ ہیں "فاستب علي، وعباس" ترجمہ: حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے۔

(صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب حديث بني النضير، جلد5، صفحه89، دار طوق النجاة، مصر)

اس مذکورہ حدیث میں دیکھیں کہ لفظ "سب" کا ترجمہ گالی گلوچ نہیں بلکہ اختلاف کرنا واضح طور پر بن رہا ہے۔ یونہی جو سوال میں مسلم شریف کی حدیث میں لفظ "سب" موجود ہے اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد تھا کہ آپ (حضرت سعد) حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کیوں نہیں کرتے قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں، یعنی اُن کا اجتہاد ٹھیک نہیں۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جو فضائل بتائے ان میں یہ بھی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہارون علیہ السلام کی جگہ دی، جس کا مطلب ہے وہ بلند پائے کے عالم تھے، وہ غلط نہیں ہوسکتے۔

اہل شام قصاص نہ لینے کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف تھے، یہ ہو سکتا ہے ان کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل سنانا مقصود تھے، تبھی ایسا سوال کیا کیوں کہ سیدھا کہتے تو اہل شام کے شور کا اندیشہ تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کبھی بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید نہیں کریں گے، تبھی ایسا سوال کیا۔

لہٰذا مسلم کی حدیث میں اُن پر تنقید کرنے کو نہیں کہا گیا بلکہ سبب دریافت کیا گیا ہے۔ علامہ ابن کثیر نے اس سے ملتا جلتا واقعہ نقل کیا ہے جو پیش خدمت ہے: عبد اللہ بن بدیل نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کو کہا "مالك لم تقاتل معنا؟" آپ ہمارے ساتھ مل کر کیوں نہیں لڑے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا "إني مرت بي ريح مظلمة فقلت: أخ أخ. فأنخت راحلتي" ترجمہ: اگر تاریک آندھی میرے پاس سے گزرے اور میں اخ اخ کروں تو میں اونٹنی بٹھا دیتا ہوں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کتاب اللہ میں اخ اخ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اگر مومنین کی ۲ جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو اور اگر ایک جماعت دوسری پر زیادتی کرے تو اس کے ساتھ جنگ کرو حتی کہ امر اللہ ہی کی طرف واپس آجائے۔" خدا کی قسم آپ نہ عادل جماعت کے مقابلہ

میں باغی جماعت کے ساتھ ہیں نہ ہی باغی کے مقابلہ میں عادل کے ساتھ ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس شخص سے نہیں لڑوں گا جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ تو میرے لئے ایسے ہے جیسے ہارون علیہ السلام موسی علیہ السلام کے لئے تھے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ائے گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کے علاوہ اور کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا فلاں فلاں اورام سلمہ رضی اللہ عنہ نے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا" لو سمعته منه صلى الله عليه وسلم لما قاتلت عليا" اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات پہلے سنی ہوتی تو میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ نہیں کرتا۔

(البداية والنهاية، ثم دخلت سنة خمس وخمسين، سعد بن أبي وقاص، جلد8، صفحه 77، دار الفكر، بيروت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبے میں "ابو تراب" کہہ کر ذکر کیا تو اسے بھی سب وشتم قرار دے دیا گیا حالانکہ یہ سب وشتم نہ تھا بلکہ یہ نام تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اور انہیں اس نام سے زیادہ کوئی اور نام پسند نہ تھا۔ مرآة الزمان في تواريخ الأعيان میں شمس الدین ابو المظفر یوسف (المتوفی 654 ھ) لکھتے ہیں" عن سهل بن سعد وجاءه رجل فقال: هذا فلان عند المِنبر يَذكر عليَّ بن أبي طالب أو يَسبُّه، قال: وماذا يقول؟ قال: يقول: أبو تُراب " ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ فلاں منبر پر حضرت علی بن ابی طالب کا ذکر کر رہا ہے یا ان کو سب کر رہا ہے۔ سہل نے پوچھا وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ وہ کہتا ہے: ابو تراب۔

(مرآة الزمان في تواريخ الأعيان، السنة الخامسة والثلاثون، جلد6، صفحه 47، دار الرسالة العالمية، دمشق)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سب وشتم کرتے تھے۔ دلیل کے طور پر تاریخ طبری کا یہ حوالہ پیش کیا جاتا ہے جو ابو مخنف کا روایت کردہ ہے" وأقام المغيرة على الكوفة عاملا لمعاوية سبع سنين وأشهرا، وهو من أحسن شيء سيرة، وأشده حبا للعافية، غير أنه لا يدع ذم علي والوقوع فيه والعيب لقتلة عثمان، واللعن لهم، والدعاء لعثمان بالرحمة والاستغفار له، والتزكية لأصحابه " حضرت مغیرہ نے سات برس اور چند ماہ گورنر کے طور پر کوفہ میں حکومت کی ہے اور بڑے نیک سیرت، امن وعافیت کے خواہش مند تھے۔ مگر علی کو برا کہنا اور ان کی مذمت کرنا، قاتلان عثمان پر لعنت اور ان کی عیب جوئی کرنا، اور عثمان کے لیے دعائے رحمت ومغفرت اور ان کے ساتھیوں کی تعریف کو انہوں نے کبھی ترک نہیں کیا۔

اس کی چند سطروں بعد ابو مخنف ہی نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا وہ خطبہ بیان کر دیا ہے، جس کے بارے میں اس کا دعوی ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے پر مشتمل تھا۔ خطبے کے الفاظ خود ابو مخنف کے یہ ہیں" كان في آخر إمارته قام المغيرة فقال في علي وعثمان كما كان يقول، وكانت مقالته: اللهم ارحم عثمان بن عفان وتجاوز عنه، وأجزه بأحسن عمله، فإنه عمل بكتابك، واتبع سنه نبيك، وجمع كلمتنا، وحقن دماءنا، وقتل مظلوما، اللهم فارحم أنصاره وأولياءه ومحبيه والطالبين بدمه! ويدعو على قتلته فقام حجر بن عدي فنعر نعرة بالمغيرة سمعها كل من كان في المسجد وخارجا منه " ترجمہ: اپنی امارت کے آخری زمانے میں مغیرہ کھڑے ہوئے خطبہ پڑھا اور علی وعثمان کے بارے میں وہ جو بات ہمیشہ کہتے تھے، وہ اس انداز میں کہی: اے اللہ! عثمان بن عفان پر رحمت فرمایئے۔ ان سے درگزر فرمایئے اور نیک اعمال کی انہیں جزا دیجیے۔ انہوں نے تیری کتاب پر عمل کیا اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا اتباع کیا۔ انہوں نے ہم لوگوں میں اتفاق رکھا اور خونریزی نہ ہونے دی اور وہ ناحق شہید کیے گئے۔ اے اللہ! ان کے مددگاروں، دوستوں،

محبوں اور ان کے خون کا قصاص لینے والوں پر رحم فرما۔ اس کے بعد آپ نے قاتلین عثمان کے لیے بد دعا کی۔ یہ سن کر حجر بن عدی اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے مغیرہ کی جانب دیکھ کر ایک نعرہ لگایا۔ جو لوگ بھی مسجد میں اور اس کے باہر تھے، انہوں نے اس نعرے کو سنا۔

(تاريخ الطبري، سنة إحدى وخمسين، ذكر مقتل حجر بن عدي وأصحابه، جلد5، صفحه254، دار التراث، بيروت)

اس روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس چیز کو ان راویوں اور بعض تاریخ دانوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم قرار دیا ہے، وہ دراصل قاتلین عثمان کے لیے بد دعا تھی۔ انہوں نے اپنے پر ہونے والی لعنت وملامت کا رخ معاذ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف پھیرنے کی کوشش کی ہے اور یہ مشہور کر دیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے ان کے گورنر معاذ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کیا کرتے تھے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تاریخی کتب میں جہاں جہاں ایسی روایتیں پائی جاتی ہیں جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کا ذکر ہے، وہ سب ابو مخنف جیسے لوگوں کی روایت کردہ ہیں۔ ایسی ہر روایت کی سند کو دیکھ کر اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے ان کے گورنر، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبروں پر برا بھلا کہتے تو یہ ایسی بات تھی کہ جسے ہزاروں آدمی سنتے۔ ان ہزاروں میں سے کم از سو پچاس آدمی تو اسے آگے بیان کرتے۔ پھر ان سے سن کر آگے بیان کرنے والے بھی سینکڑوں ہوتے جو کہ سو سال بعد ہزاروں ہو جاتے۔ اس کے برعکس ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سوائے اس ایک ابو مخنف اور ان کی پارٹی کے چند لوگوں کے، کوئی بھی شخص یہ روایات بیان نہیں کرتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سب انہی لوگوں کی گھڑی ہوئی داستان ہے۔

ہاں یہ بات قرین قیاس ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے ان کے گورنر خطبات میں قاتلین عثمان کی باغی پارٹی کے مکر و فریب اور برائی کو بیان کرتے ہوں گے تاکہ لوگ ان سے محتاط رہیں اور ان کے پراپیگنڈا کا شکار نہ ہوں۔ اس گروہ کی مذمت میں وہ سخت باتیں بھی کہتے ہوں گے، انہیں لعنت ملامت بھی کرتے ہوں گے اور ان کے لیے بد دعا بھی کرتے ہوں گے۔ ابو مخنف کی اوپر بیان کردہ روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ باغیوں پر کی گئی تنقید کا ملبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ڈال دیا تاکہ خلفاء اور ان کے گورنروں سے متعلق غلط فہمیاں پھیلائی جائیں۔

محقق اسلام حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لفظ سب کی طرح لعن طعن سے مراد گالی دینا نہیں بلکہ غم وغصہ کا اظہار ہے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ برحق عثمان کے قاتلوں سے فوری قصاص کیوں نہ لیا؟ اس کی مکمل بحث "تحفہ جعفریہ" جلد پنجم، صفحہ 302 تا 307 پر دیکھی جا سکتی ہے۔ بلکہ کتب تاریخ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لعن طعن کرنے کے واقعہ کو علی الاطلاق ذکر بھی کیا گیا۔ یعنی کسی کا نام لیے بغیر یوں کہا کرتے تھے "قاتلان عثمان پر لعنت ہو" اب اس سے اگر کوئی جھوٹا وفادارِ علی خواہ مخواہ یہ مراد لے کہ اس سے حضرت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعن کیا گیا، تو یہ اس نامراد کی مراد تو ہو سکتی ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہیں۔"

(دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ، صفحہ249، مکتبہ نوریہ حسنیہ، لاہور)

3۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دینا ثابت ہے اور نہ ہی اپنے گورنروں سے دلوانا ثابت ہے۔ ہاں بعض تاریخ میں ایسے افراد گزرے ہیں جو معاذ اللہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعن طعن کرتے تھے، لیکن کسی بھی روایت سے ثابت نہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے یہ عمل کرنے کو کہا ہو۔ چنانچہ مرآۃ الزمان في تواريخ الأعيان اور شمس الدین ابو المظفر یوسف (المتوفی654ھ) اور البداية والنهاية میں ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر (المتوفی774ھ)

"محمد بن يوسف الثقفي أخو الحجاج، و كان أميرا على اليمن، و كان يلعن عليا على المنابر "ترجمہ: محمد بن یوسف ثقفی حجاج کا بھائی یمن کا امیر تھا اور منبروں پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعنت کرتا تھا۔
(البداية والنهاية، ثم دخلت سنة تسعين من الهجرة، جلد9، صفحه95، دار إحياء التراث العربي)

مرآة الزمان في تواريخ الأعيان اور شمس الدین ابو المظفر یوسف (المتوفی 654ھ) لکھتے ہیں "جعفر المتوكل بن محمد المعتصم بن الرشيد۔۔ كان إذا ذمَّ لشاعرٍ عليًا أعطاه مئة ألف درهم۔۔۔ و كان يسبُّ عليًا في المحافل "جعفر متوکل بن محمد معتصم بن رشید اس شاعر کو ایک لاکھ درہم اس شاعر کو دیتا تھا جو حضرت علی کی مذمت بیان کرتا تھا اور یہ محافل میں حضرت علی کو گالیاں دیتا تھا۔
(مرآة الزمان في تواريخ الأعيان، جعفر المتوكل بن محمد المعتصم بن الرشيد، جلد 15، صفحه 213، دار الرسالة العالمية، دمشق)

تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام میں شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (المتوفی 748ھ) لکھتے ہیں "قال يحيى بن المغيرة: قال جرير: إن حريزا كان شتم عليا رضي الله عن المنبر "ترجمہ: یحیٰ بن مغیرہ نے فرمایا کہ جریر نے کہا: حریز حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر گالیاں دیتا تھا۔ (تاريخ الإسلام، حرف الحاء، جلد10، صفحه123، دار الكتاب العربي، بيروت)

مزید امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں " وقال ابن عون، عن عمير بن إسحاق قال: كان مروان أميرا علينا بالمدينة ست سنين، فكان يسب عليا في الجمع "ترجمہ: ابن عون نے عمیر بن اسحاق سے روایت کیا کہ مروان ہمارا مدینہ میں چھ سال امیر رہا۔ مجمع میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیتا تھا۔ (تاريخ الإسلام، حرف السين، جلد4، صفحه228، دار الكتاب العربي، بيروت)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "سب" گالی گلوچ نہ تھا بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پالیسی پر تنقید کرنا تھا، لیکن بعض مروان جیسے اور بعد میں آنے والے لوگوں نے گالی گلوچ شروع کر دی جسے حضرت عمر بن عبد العزیز اموی خلیفہ نے ختم کیا۔

سوال میں جو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باہم صلح کا ذکر ہے اور اس میں حضرت حسن کی جو شرط مذکور تھی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب نہ کیا جائے جسے حضرت امیر معاویہ نے منظور نہ کیا اس سے مراد یہی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو قاتلان عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حکمت عملی اپنائی تھی اس پر تنقید نہ کی جائے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شرط اسی وجہ سے رکھی کہ مروان حضرت علی پر "سب" کرتا تھا اور حضرت حسن اس کو سنتے تھے۔ تاريخ الخلفاء میں عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی (المتوفی 911ھ) لکھتے ہیں "وأخرج ابن سعد عن عمير بن إسحاق قال: كان مروان أميرًا علينا، فكان يسب عليًا كل جمعة على المنبر، وحسن يسمع فلا يرد شيئًا "ترجمہ: ابن سعد نے عمیر بن اسحاق سے روایت کیا کہ مروان ہم پر امیر تھا اور ہر جمعہ منبر پر حضرت علی کو سب و شتم کرتا تھا۔ حضرت حسن یہ سنتے تھے لیکن کوئی جوابی کاروائی نہ کرتے تھے۔
(تاريخ الخلفاء، الخليفة الرابع: علي بن أبي طالب رضي الله عنه، صفحه146، مكتبة نزار مصطفى الباز)

اب مروان جو "سب" کرتا تھا وہ تنقید تھی یا گالی گلوچ اس بارے میں کچھ واضح نہیں۔ اگر وہ گالی گلوچ کرتا تھا تو یہ اس کا اپنا ذاتی فعل تھا، اس کے عمل کو دلیل بنا کر حضرت امیر معاویہ اور تمام بنو امیہ کے عہدیداران پر بہتان لگانا کہ وہ سرکاری طور پر نافذ حکم پر عمل کرتے ہوئے سب و شتم کرتے تھے تو یہ ایک بہتان سے زیادہ اور کچھ نہیں۔

اگر بعض اموی لوگوں کے عمل کو دلیل بنایا جائے تو ایسے تاریخی واقعات عباسی حکومت میں بھی ملتے ہیں جن میں حضرت امیر معاویہ سمیت دیگر صحابہ کرام پر بھی لعن طعن کی گئی ہے، تو کیا ان کو دلیل بنا کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر معاذ اللہ یہ الزام لگایا جاسکتا ہے کہ وہ یہ کرواتے تھے؟

تاریخ الطبری میں محمد بن جریر طبری (المتوفی 310ھ) اور الكامل في التاريخ میں ابوالحسن علی بن ابی الکرم الشیبانی الجزری، عز الدین ابن الاثیر (المتوفی 630ھ) لکھتے ہیں "أن حجرا يجتمع إليه شيعة علي ويظهرون لعن معاوية والبراءة منه" ترجمہ: حجر کی طرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گروہ جمع ہوتا اور وہ حضرت امیر معاویہ پر لعنت ظاہر کرتے اور ان سے براءت کرتے۔

(الكامل في التاريخ، ثم دخلت سنة إحدى وخمسين، جلد3، صفحه70، دار الكتاب العربي، بيروت)

تاریخ الطبری میں محمد بن جریر طبری (المتوفی 310ھ) لکھتے ہیں "وفي هذه السنه عزم المعتضد بالله على لعن معاويه بن ابى سفيان على المنابر، وامر بإنشاء كتاب بذلك يقرا على الناس" ترجمہ: اسی سال (284ہجری) معتضد باللہ (عباسی خلیفہ) نے عزم کیا کہ منبروں پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو لعنت کی جائے اور اس حوالے سے ایک حکم نامہ جاری کرنے کا کہا جو لوگوں پر پڑھا جائے۔

(تاريخ الطبري، سنه اربع وثمانين ومائتين، جلد10، صفحه54، دار التراث، بيروت)

المنتظم في تاريخ الأمم والملوك میں جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی 597ھ) لکھتے ہیں "وفي جمادى الآخرة وقع الإرجاف بأن الأمير علي بن يلبق، والحسن بن هارون كاتبه قد عملا على لعن معاوية بن أبي سفيان على المنابر" ترجمہ: جمادی الآخر میں یہ فتنہ واقع ہوا کہ امیر علی بن یلبق اور اس کے کاتب حسن بن ہارون نے یہ عمل کیا کہ منبروں پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان پر لعن طعن کیا۔

(المنتظم في تاريخ الأمم والملوك، ثم دخلت سنة إحدى وعشرين وثلاثمائة، جلد13، صفحه316، دار الكتب العلمية، بيروت)

مزید ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "وفي شهر ربيع الآخر: كتب العامة على مساجد بغداد: لُعن معاوية بن أبي سفيان، ولعن من غصب فاطمة فدكا ومن أخرج العباس من الشورى، ومن نفى أباذر الغفاري، ومن منع من دفن الحسن عند جده، ولم يمنع معز الدولة من ذلك" ترجمہ: ربیع الآخر کے مہینے میں بغداد کی مساجد پر لکھا گیا کہ معاویہ بن ابی سفیان پر لعنت کی جائے اور جس نے فاطمہ سے فدک کو غصب کیا اس پر، جس نے عباس کو شوریٰ سے نکالا اس پر اور جس نے ابوذر غفاری کی نفی کی اس پر اور جس نے حسن کو اپنے جد کے قریب دفن کرنے سے منع کیا اس پر لعنت کی جائے۔ اور اس عمل کو معز الدولہ نے منع نہیں کیا۔

(المنتظم في تاريخ الأمم والملوك، ثم دخلت سنة إحدى وخمسين وثلاثمائة، جلد14، صفحه140، دار الكتب العلمية، بيروت)

اسی فتنہ کے بارے میں قلادة النحر في وفيات أعيان الدهر میں ابو محمد الطیب بن عبد اللہ الحضرمی الشافعی (المتوفیٰ 947ھ) لکھا ہے "وكتبوا على أبواب المساجد لعن معاوية" ترجمہ: مساجد کے دروازوں پر لکھا گیا کہ معاویہ پر لعنت ہو۔

(قلادة النحر في وفيات أعيان الدهر، السنة الحادية والخمسون، جلد3، صفحه182، دار المنهاج، جدة)

ان چند حوالوں سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تاریخ میں دونوں طرفوں سے بعض لوگ نے یہ ناپاک حرکت کی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر معاذ اللہ لعن طعن کر کے اپنی آخرت برباد کی ہے۔ اب آج کل بعض لوگوں کا بنو امیہ کے چند لوگوں کا

یہ عمل دلیل بنا کر عام عوام کو یہ ظاہر کرنا کہ حضرت امیر معاویہ سمیت تمام اموی گورنر سرکاری حکم کے طور پر منبروں پر حضرت علی کو گالیاں نکالتے تھے، یہ کس قدر ناانصافی اور جہالت ہے۔ پھر اپنی زبانی اور تحریری دلیلوں میں یہی چند حوالے پیش کرتے ہیں اور دوسری طرف عباسی حکمرانوں نے لعن طعن کی، جو تاریخ کی کتب میں موجود ہے، اسے ذکر نہیں کرتے۔ حالانکہ حقیقت واضح ہے کہ دونوں طرفوں سے یہ لعن طعن کا سلسلہ رہا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس فتنہ کے دور میں مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان تاریخی واقعات پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھ کر صحابہ کرام یا اہل بیت سے بغض وکینہ نہ رکھے بلکہ قرآن وحدیث کے مطابق اپنے عقائد و نظریات رکھے اور تمام صحابہ و اہل بیت سے حسن عقیدت رکھے۔ حضور علیہ السلام نے کثیر احادیث میں صحابہ کرام کو بُرا بھلا کہنے سے سختی سے منع کیا اور اس پر وعید ارشاد فرمائی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تذکرہ اچھے انداز میں کرنے کا حکم دیا، اس انداز سے صحابہ کرام کا ذکر کرنے سے منع کیا کہ لوگوں کے دلوں میں ان کے متعلق شکوک و شبہات پیدا ہوں۔ صحابہ واہل بیت کی محبت ایمان وفلاح کی دلیل ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث پاک حضرت ابن عمر سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي فقولوا لعنة الله على شركم "ترجمہ: کہ جب تم ان کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں تو کہو کہ تمہاری شر پر اللہ کی پھٹکار۔

(جامع ترمذی، کتاب المناقب، جلد5، صفحہ697، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

کنزالعمال کی حدیث پاک حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" كل الناس يرجو النجاة يوم القيامة إلا من سب أصحابي فإن أهل الموقف يلعنونهم "ترجمہ: ہر (مومن) شخص کی قیامت والے دن نجات ہے، سوائے اس کے جس نے میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہا۔ اہل جہنم بھی ان پر لعنت کریں گے۔

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، (الإکمال) من فضائل الصحابة اجمالا، جلد11، صفحہ769، مؤسسة الرسالة، بیروت)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" لا تذكروا مساوى أصحابي فتختلف قلوبكم عليهم واذكروا محاسن أصحابي حتى تأتلف قلوبكم عليهم "ترجمہ: میرے صحابہ کے بارے میں اس طرح تذکرہ نہ کرو کہ لوگوں کے دل ان کے خلاف ہو جائیں۔ میرے صحابہ کی اچھائیاں بیان کرو یہاں تک تمہارے دل ان کے لئے نرم ہو جائیں۔ (کنزالعمّال، کتاب الفضائل، الفصل الاول فی فضائل الصحابہ، جلد11، صفحہ764، مؤسسة الرسالة، بیروت)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" إذا أراد الله برجل من أمتي خيرا ألقى حبَ أصحابي في قلبه "ترجمہ: جب اللہ عزوجل میری امت میں سے کسی کا اچھا چاہتا ہے، اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔ (کنزالعمّال، کتاب الفضائل، الفصل الاول فی فضائل الصحابہ، جلد11، صفحہ749، مؤسسة الرسالة، بیروت)

کنزالعمّال کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" من أحب جميع أصحابي وتولاهم واستغفر لهم جعله الله معهم يوم القيامة في الجنة "ترجمہ: جس نے میرے تمام صحابہ سے محبت کی، انہیں اپنا پیشوا بنایا، ان کے لئے مغفرت کی دعا کی، اللہ عزوجل اس کو قیامت کے دن جنت میں صحابہ کے ساتھ رکھے گا۔

(کنزالعمّال، کتاب الفضائل، الفصل الاول فی فضائل الصحابہ، جلد11، صفحہ764، مؤسسة الرسالة، بیروت)

دوسری حدیث پاک حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"من أحب أصحابي وأزواجي وأحبابي وأهل بيتي ولم يطعن في أحد منهم وخرج من الدنيا على محبتهم كان معي في درجتي يوم القيامة"ترجمہ: جس نے میرے صحابہ، میری ازواج، میرے احباب، میرے اہل بیت سے محبت کی، ان میں سے کسی ایک کے ساتھ طعنہ زنی نہیں کی اور دنیا سے اس حال میں گیا کہ ان سے محبت کرتا تھا، وہ قیامت والے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔

(کنز العمّال، کتاب الفضائل، الفصل الاول فی فضائل الصحابہ، جلد11، صفحہ764، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

ان احادیث کو چھوڑ کر تاریخ کی غیر معتبر کتب پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھنا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی بھی صحابی کو بُرا بھلا کہنا، ان سے بغض رکھنا، ہلاکت و گمراہی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"مہمہ عظیمہ (مشاجرات صحابہ میں تواریخ وسیر کی موحش حکایتیں قطعاً مردود ہیں) افادہ ۲۳ پر نظر تازہ کیجئے وہاں واضح ہو چکا ہے کہ کتبِ سیر میں کیسے کیسے مجروحوں میں مطعونوں شدید الضعفوں کی روایات بھری ہیں۔۔۔ سیر میں بہت اکاذیب واباطیل بھرے ہیں"کمالا یخفی"بہرحال فرق مراتب نہ کرنا اگر جنوں نہیں تو بدمذہبی ہے بدمذہبی نہیں تو جنون ہے۔ سیر جن بالائی باتوں کے لئے ہے اُس میں حد سے تجاوز نہیں کرسکتے اُس کی روایات مذکورہ کسی حیض ونفاس کے مسئلہ میں بھی سننے کی نہیں نہ کہ معاذاللہ اُن واہیات ومعضلات وبے سروپا حکایات سے صحابہ کرام حضور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم افضل الصّلاۃ والسلام پر طعن پیدا کرنا اعتراض نکالنا اُن کی شانِ رفیع میں رخنے ڈالنا کہ اس کا ارتکاب نہ کرے گا مگر گمراہ بددین مخالف ومضاد حق تبیین۔ آج کل کے بدمذہب مریض القلب منافق شعار ان جزافات سیر وخرافات تواریخ وامثالہا سے حضرات عالیہ خلفائے راشدین وام المومنین وطلحہ وزبیر ومعاویہ وعمرو بن العاص ومغیرہ بن شعبہ وغیرہم اہلبیت وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مطاعن مردودہ اور ان کے باہمی مشاجرات میں موحش ومہمل حکایات بیہودہ جن میں اکثر تو سرے سے کذب وواحض اور بہت الحاقات۔۔۔ اُن سے قرآن عظیم وارشاداتِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجماعِ اُمّت واساطین ملّت کا مقابلہ چاہتے ہیں بے علم لوگ اُنہیں سُن کر پریشان ہوتے یا فکر جواب میں پڑتے ہیں اُن کا پہلا جواب یہی ہے کہ ایسے مہملات کسی ادنیٰ مسلمان کو گنہگار ٹھہرانے کیلئے مسموع نہیں ہوسکتے نہ کہ اُن محبوبانِ خدا پر طعن جن کے مدائح تفصیلی خواہ اجمالی سے کلام اللہ وکلام رسول اللہ مالامال ہیں جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد5، صفحہ582، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صحابہ کی شان میں گستاخی کرنے والا گمراہ اور یہ عمل فسق وبدعت ہے اور بعض صورتوں میں کفر ہے چنانچہ شرح عقائد میں ہے"فسبهم و الطعن فيهم ان كان مما يخالف الادلة القطعية فكفر كقذف عائشة والا فبدعة وفسق و بالجملة لم ينقل عن السلف المجتهدين والعلماء الصالحين جواز اللعن على معاوية"ترجمہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گالی وطعن اگر دلیل قطعی کے مخالف ہو جیسے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر قذف کی تہمت لگانا کفر ہے اور اس کے علاوہ (صحابہ کی شان میں گستاخی) فسق وبدعت ہے۔ حضرت امیر معاویہ پر لعن طعن کرنے کا جواز ائمہ مجتہدین اور علماء صالحین سے نہیں ملتا ہے۔

(شرح عقائد، صفحہ195، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعن طعن کرنے والوں بدبختوں کا آخرت میں کیا انجام ہوگا اس کے متعلق تاریخ دمشق میں ابو القاسم علي بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر (المتوفی 571ھ) یہ حدیث پاک روایت کرتے ہیں"أخبرنا أبو محمد طاهر بن سهل

أنا أبو الحسن بن صصرى إجازة نا أبو منصور نا أبو القاسم نا إسحاق نا عبيد الله بن الحسن بن خزيمة نا إبراهيم بن محمد بن الشافعي نا عمرو بن يحيى السعدي عن جده يروي إن النبي (صلى الله عليه وسلم) محمد المصطفى نبي الرحمة كان ذات يوم جالسا بين أصحابه إذ قال يدخل عليكم من باب المسجد في هذا اليوم رجل من أهل الجنة يفرحني الله به فقال أبو هريرة فتطاولت لها فإذا نحن بمعاوية بن أبي سفيان قد دخل فقلت يا رسول الله هذا هو فقال النبي (صلى الله عليه وسلم) نعم يا أبا هريرة هو هو يقولها ثلاثا ثم قال النبي (صلى الله عليه وسلم) يا أبا هريرة إن في جهنم كلابا زرق الأعين على أعرافها شعر كأمثال أذناب الخيل لو أذن الله تبارك وتعالى لكلب منها أن يبلغ السموات السبع في لقمة واحدة لهان ذلك عليه يسلط يوم القيامة على من لعن معاوية بن أبي سفيان "ترجمہ: یحیٰ سعدی اپنے جد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم محمد مصطفیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے کہ فرمایا آج کے تمہارے پاس مسجد کے دروازے سے ایک جنتی شخص آئے گا، اس کے متعلق اللہ عزوجل مجھے خوش کرے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تھوڑی دیر ہوگئی تو معاویہ بن ابی سفیان داخل ہوئے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، کیا یہی وہ شخص ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا: ہاں ابو ہریرہ یہی وہ شخص ہے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ، بے شک جہنم میں کچھ کُتے ہیں۔ جن کی آنکھیں نیلی ہیں اور ان کی گردنوں پر گھوڑوں کی دموں کی مثل بال ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے ایک لقمے میں ساتوں آسمان نگلنے کی اجازت دے تو یہ اس کے لئے آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ بروز قیامت اسے اس شخص پر مسلط فرمائے گا جو امیر معاویہ پر لعنت کرے گا۔

(تاریخ دمشق، معاویۃ بن صخر أبي سفیان بن حرب، جلد59، صفحہ101، دار الفکر)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو احمد محمد انس رضا عطاری

20 ذوالحجۃ الحرام 1441ھ/10 اگست 2020ء

الجواب صحیح

مفتی محمد هاشم خان العطاری